ترجمة القرآن الكريم

آنحضرت ﷺ کے اخلاق کریمہ

فضیلۃ الشیخ مولانا **محمد اکرم مدنی** صاحب
فاضل مدینہ یونیورسٹی، مدرس جامعہ سلفیہ

قولی تعالیٰ: نٓ والقلم وما یسطرون . ماانت بنعمة ربک بمجنون وان لک لاجرا غیر ممنون وانک لعلی خلق عظیم

ترجمہ: ن، قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہو۔ اور یقیناً تمہارے لئے ایسا اجر ہے۔ جس کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو (سورۃ القلم)

تفسیر: قارئین کرام، مذکورہ آیات میں حرف ''ن'' حروف مقطعات میں سے ہے جس کا مفہوم اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

والقلم: اللہ رب العزت نے قلم کی قسم کھائی۔ جسکی اس لحاظ سے ایک اہمیت ہے کہ اس کے ذریعے سے تبیین اور توضیح ہوتی ہے بعض مفسرین کے قول کے مطابق اس سے مراد وہ خاص قلم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا اور اس کو تقدیر لکھنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے ابد تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھ دیا۔

وما یسطرون کا مرجع اصحاب قلم ہیں جس پر قلم کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ آلۂ کتابت کا ذکر کاتب کے وجود کو مستلزم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی بھی قسم جو لکھنے والے لکھتے ہیں یا پھر مرجع فرشتے ہیں۔ اور معنی یہ ہوگا کہ قسم ہے اس کی جو کچھ کہ وہ (فرشتے) لکھتے ہیں۔

ما انت بنعمت ربک بمجنون: یہ جواب قسم ہے جس میں کفار کے قول کی تردید ہے کہ نعوذ باللہ وہ آپ کو مجنون (دیوانہ) کہتے تھے۔

وان لک لاجرا غیر ممنون. یعنی آپ کیلئے اس بات پر بے حساب اور لازوال اجر ہے کہ آپ خلق خدا کی ہدایت کیلئے جو کوششیں کر رہے ہیں ان کے جواب میں آپ کو ایسی ایسی اذیت ناک باتیں سننی پڑ رہی ہیں۔ اور پھر بھی آپ اپنے اس فرض کو انجام دیئے چلے جا رہے ہیں۔ اور آپ کے جس کام کو یہ دیوانے جنون کہہ رہے ہیں وہ تو اللہ کے نزدیک سب سے بڑا مقبول عمل ہے اس پر آپ کو اجر عظیم ملنے والا ہے اور اجر بھی ایسا جو دائمی ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا۔

وانک لعلی خلق عظیم ۔خلق عظیم سے مراد اسلام یا قرآن ہے۔ یعنی کہ آپ اس خلق پر قائم ہیں جس کا حکم اللہ نے آپ کو قرآن یا دین اسلام میں دیا ہے یا اس سے مراد وہ تہذیب وشائستگی، نرمی اور شفقت، امانت ودیانت، اور صداقت، حلم وکرم، جود وسخاوت وبہادری اور دیگر اخلاقی خوبیاں ہیں۔ جن میں آپ نبوت سے پہلے بھی ممتاز تھے۔ اور نبوت کے بعد ان میں مزید بلندی اور وسعت آ گئی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواباً فرمایا: **کان خلقه القرآن** (صحیح مسلم وتفسیر ابن کثیر وغیرہ) کہ آپ کا اخلاق خود قرآن کریم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذکورہ جواب خلق عظیم کے مذکورہ دونوں مفہوموں پر حادی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ اور اخلاق جمیلہ کے متعلق بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔ جن سے چند ایک اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم کو نہیں مارا، کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہ اٹھایا، جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کبھی آپ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا۔ اپنی ذات کیلئے کبھی کسی ایسی تکلیف کا انتقام نہیں لیا جو آپ کو پہنچائی گئی ہو۔ الا یہ کہ اللہ کی حرمتوں کو توڑا گیا ہو اور آپ نے اس کی خاطر اس کا بدلہ لیا ہو اور آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جب دو کاموں میں سے ایک کام آپ کو انتخاب کرنا ہوتا تو آپ آسان تر کام کو پسند فرماتے تھے الا یہ کہ وہ گناہ ہو اور اگر کوئی کام گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے (بخاری ومسلم)۔ آنحضرت ﷺ جب نبوت کے بار گراں سے گھبراتے ہیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو تسلی دیتی ہیں اور فرماتی ہیں: کہ یا رسول اللہ، اللہ آپ کو ہرگز بے یار ومددگار نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں مقروضوں کا قرض ادا کرتے ہیں۔ غریبوں کی مدد فرماتے ہیں، مصائب میں آپ لوگوں کے کام آتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی (اس دوران) آپ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا کہ تم نے یہ کام یوں کیا اور یہ کام کیوں نہ کیا۔ (بخاری ومسلم) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے (مسلم) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک تیسری روایت منقول ہے۔ جسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے نقل فرمایا ہے۔ **ما کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس، واجود الناس واشجع الناس** کہ رسول اللہ ﷺ (اخلاق اور شکل وصورت کے لحاظ سے) تمام لوگوں سے بڑھ کر زیادہ حسین تھے، تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ (دشمن کی آواز سن کر) گھبرا گئے، لوگ آواز کی جانب لپکے وہاں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو موجود پایا۔ آپ تمام لوگوں سے پہلے آواز کی جانب پہنچ گئے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے، ڈرو نہیں، ڈرو نہیں۔ آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اس پر زین نہ تھی اور آپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو نہایت تیز رفتار پایا ہے (مشکوۃ المصابیح۔ باب فی اخلاقہ وشمائلہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی کسی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا ہو اور آپ نے اس سے انکار کیا ہو (بخاری ومسلم) آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ اور سیرت طیبہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔